فقہ الحدیث

۴

نجاست اور اس کی انواع

نجاست کی تعریف اور حکم

نجاست اس گندگی کو کہتے ہیں جس سے بچا جائے اگر وہ لگ جائے تو اسے صاف کرنا مسلمان کے لیے ضروری ہے[۱] چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے[۲]:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ — اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک، صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۳]:

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ — طہارت وپاکیزگی نصف ایمان ہے۔

قرآن عزیز نے مزید فرمایا[۴]:

وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ — اپنے کپڑوں کو صاف رکھیں اور گندگی سے احتراز کریں۔

بعض ائمہ کے نزدیک ازالہ نجاسات مستحب شدہ ہے۔ مگر امام شافعیؒ وابوحنیفہؒ نے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں بجا طور پر اسے واجب وضروری قرار دیا ہے۔ امام مالکؒ مختلف احادیث کی تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں[۵]:

"ازالہ نجاست اس وقت فرض اور ضروری ہے جب نجاست لگنے کا علم ہو۔ اگر علم نہ ہو یا معلوم ہونے کے بعد بھول جائے اسی طرح نماز پڑھلی جائے تو حرج نہیں مگر نماز کے دوران یاد آتے ہی اس کا ازالہ ضروری ہوگا ــــ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ

---

۱ فقہ السنہ: ۲۶ ۲ البقرہ پ۲ ۳ مشکوٰۃ ۴ المدثر پ۲۹ ۵ بدایۃ المجتہد: ۷۸

علیہ وسلم جوتے سمیت نماز ادا فرما رہے تھے کہ نماز کے دوران ہی آپ نے جوتا الگ کر دیا صحابہؓ اطاعت و اتباعِ رسول کے جذبے سے سرشار تھے۔ انہوں نے آپ کی پیروی کی۔ نماز کے بعد آپ نے فرمایا:

اِنَّمَا خَلَعْتُهُمَا لِاَنَّ جِبْرِيْلَ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ فِيْهِمَا قَذَرًا — میں نے تو اس لیے جوتا اتارا تھا کہ جبریل نے مجھے خبر دی کہ وہ نجاست آلود ہے۔

علم ہونے پر آپ نے نجاست آلود جوتا اتار دیا مگر جو نماز جوتا الگ کرنے سے پہلے پڑھ چکے تھے اسے آپ نے نہیں دہرایا۔[1]

محالِ نجاست

وہ مقامات و محل جن سے نجاست کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا آیات و احادیث اور دیگر کی روشنی میں بالاتفاق[2] تین ہیں:

۱۔ جسم ۲۔ کپڑے۔ جوتے، اگر ان میں نماز ادا کرنی ہو۔ ۳۔ مساجد اور مواضعِ صلاۃ

قلیل و کثیر نجاست کا فرق

امام شافعی کے نزدیک تھوڑی اور زیادہ نجاست میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں سے احتراز ضروری ہو مگر حنفیہ نے قلیل و کثیر کا فرق کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"اگر نجاست "خفیفہ" یعنی معمولی ہو (جیسے لید، گوبر وغیرہ جس کو دیگر ائمہ کے برعکس حنفیہ نجاست میں شمار کرتے ہیں)، تو اس کی حدِ قلیل ربعِ ثوب تک ہے یعنی کپڑے کے چوتھائی حصہ تک معمولی قسم کی نجاست لگی ہو تو اس میں نماز وغیرہ جائز ہے۔ لیکن اگر نجاست غیر معمولی اور غلیظہ ہو تو پھر اس کی حدِ قلیل یعنی درہم یا روپیہ کی گولائی کے برابر ہے۔ اس حد تک ہو تو معاف ہے۔ زیادہ ہو تو اس کا ازالہ ضروری ہے"[3]

امام ابن رشدؒ حنفیہ کی اس تقسیم غلیظہ و خفیفہ کی تعریف کرتے ہیں مگر ابن حزمؒ نے درست فرمایا ہے[4]

اَيْنَ وَجَدُوْا تَغْلِيْظَ بَعْضِ النَّجَاسَاتِ وَتَخْفِيْفَ بَعْضِهَا؟ اَفِي — یہ فرق ان لوگوں نے کہاں سے اخذ کیا ہے؟ قرآن و سنت میں تو یہ موجود نہیں۔

---

[1] بدایۃ المجتہد: ۷۵ [2] ایضاً: ۸۲ [3] ہدایہ: ۸۱ [4] المحلی ۱: ۹۵

تُذَابُ أَوْ تُسْتَحْلُ؟

درست یہی ہے کہ ہر وہ چیز جو کتاب وسنت کے دلائل سے نجاست ثابت ہوتی ہے، اس سے
بر امکان احتراز ضروری ہے۔

انواعُ النّجاساتِ —— نجاست کی قسمیں

نجاست کی بنیادی قسمیں تو دو ہیں:

۱۔ حسی وظاہری یا حقیقی: جیسے پیشاب، خون وغیرہ۔

۲۔ حکمی: جیسے شراب، کہ جن علماء کے نزدیک وہ نجس ہے، اپنی ظاہری ہیئت، و نوعیت کے لحاظ سے نہیں بلکہ محض شریعت کے حکم کی بنا پر نجس ہے۔

اس بنیادی تقسیم سے زیادہ اہم، نجاست کی مختلف تفصیلی اقسام کا سمجھنا ہے تاکہ ان میں سے ہر ایک سے احتراز کیا جا سکے

مردار

جانور خواہ حلال ہو، اگر بغیر ذبح کیے مر جائے تو اس کا گوشت اور چمڑا دباغت سے پہلے نجس و ناپاک ہے۔ نہ صرف اس کا کھانا منع ہے بلکہ اس سے اپنے جسم اور کپڑوں وغیرہ کو آلودہ کرنے سے احتراز اور آلودہ ہو جائیں تو انہیں دھونا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح اگر کسی زندہ جانور کے جسم سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا جائے تو وہ بھی مردار کے حکم میں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيْتَةٌ[26] زندہ جانور کا گوشت کاٹا جائے تو وہ مردار ہے۔

البتہ بعض قسم کے مردار اور مردار کے بعض حصے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مچھلی اور ٹڈی

مردہ مچھلی اور ٹڈی نہ حرام ہیں، اور نہ نجس وناپاک۔ حدیث[27] میں ہے:

أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ أَمَّا ... ہمارے لیے دو قسم کے مردار اور دو قسم کے

حواشی: ۲۶ ترمذی، ابوداؤد ۲۷ مسند احمد عن ابن عمر رض۔

الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوْتُ وَ الْجَرَادُ وَ — خون حلال ہیں۔ مچھلی وٹڈی اور جگر و تلی۔
اَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَ الطِّحَالُ

حدیث قدرے ضعیف ہے، مگر اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں سمندر کے متعلق ار…
ہے:

هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهُ اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ — سمندری پانی پاک اور سمندری مردار حلال ہے۔

ب۔ دمِ غیر سائل والے مردار

وہ چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے جن میں اتنا برائے نام خون ہوتا ہے کہ اگر انہیں مار دیا جائے تو… ذکر حد تک بہنے میں نہیں آتا، "دمِ غیر سائل" والے جانور کہلاتے ہیں۔ ان میں چیونٹی، مکھی، شہد کی مکھی وغیرہ شامل ہیں۔ ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَ فِي الْاٰخَرِ شِفَاءً
مکھی اگر پانی وغیرہ میں گر جائے تو اسے ڈبو کر باہر نکال دو کیونکہ اس کے ایک پہلو میں بیماری اور دوسرے میں اس بیماری کا تریاق ہے

ظاہر ہے اس دوران مکھی مر بھی سکتی ہے۔ مگر یہ مردہ مکھی نجس نہیں یعنی کھانے پینے کی چیز کو ناپاک کرتی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ حکم صرف مکھی سے مخصوص ہے۔ وَ اَمَّا الشَّافِعِيُّ فَعِنْدَهٗ اَنَّ هٰذَا خَاصٌّ بِالذُّبَابِ مگر اکثر علماء چیونٹی اور شہد کی مکھی وغیرہ کو بھی عام مکھی پر قیاس کرتے کہتے
"اگر وہ بھی مر کر کسی پاک چیز میں گر جائیں تو وہ چیز ناپاک نہیں ہوتی۔"

ج۔ مردار کا مدبوغ چمڑا

عبداللہ بن عُکیم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے:

اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ — مردار کے چمڑے اور پٹھوں وغیرہ سے فائدہ اٹھانا حلال نہیں۔

عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں آپ نے یہ فرمان اپنی وفات سے صرف ایک ماہ قبل جاری فرمایا

ف ابوداؤد عن ابی ہریرۃ ۔ ۲؎ صحیح بخاری ۔ ۳؎ … ۷۷ ۔ ۴؎ ابوداؤد

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آپ نے میمونہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ کی ایک مردہ بکری دیکھ کر ارشاد فرمایا:

هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا — تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا

حاضرین نے عرض کیا:

إِنَّهَا مَيْتَةٌ — یہ تو مردار ہے۔

ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا — اس کا کھانا ہی منع ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

أَمَرَ أَنْ يُنْتَفَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ — حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ مردار کے چمڑے کو دباغت اور رنگنے سے پاک کرنے کے بعد اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

عبداللہ بن عکیم کی روایت کے متعلق شوکانی فرماتے ہیں:

ولكنه كثير الاضطراب لا يقاوم حديث ميمونة في الصحة ...... ويحمل حديث ابن عكيم على منع الانتفاع به قبل الدباغ — ابن عکیم کی حدیث صحت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نیز ابن عکیم کی روایت میں جو مردار کے چمڑے کو نجس قرار دے کر اس سے فائدہ اٹھانے کو منع کیا گیا ہے اس سے مراد دباغت سے قبل چمڑے کا استعمال ہے۔ دباغت کے بعد منع نہیں

اس سلسلہ میں ایک اور اہم سوال یہ ہے کہ دباغت ہر قسم کے چمڑے کو پاک کر دیتی ہے یا بعض کو؟

شافعی کہتے ہیں:

"دباغت سے صرف ایسے حلال جانوروں کا چمڑا پاک ہوتا ہے جو بغیر ذبح کیے مر گئے ہوں (ذبح شدہ حلال جانور کا چمڑا تو ویسے ہی پاک ہے)"

ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"سوائے خنزیر کے ہر قسم کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے اور کتا بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ کیونکہ ارشاد ہے

---

۱ صحیحین وغیرہ ۲ ایضاً عن عائشہ ۳ نیل الاوطار ۱: ۷۷ ۴ بدایہ ۱: ۲۹ ۵ مسلم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

ايما اهاب دبغ فقد طهر	جو کوئی اہاب "یعنی چمڑا بھی دباغت دیا جائے پاک ہو جاتا ہے

مگر محدثین اور اہل لغت کہتے ہیں:

انما يقال الاهاب لجلد ما يؤكل لحمه	"اہاب" کہتے ہیں حلال اور ماکول اللحم جانور کے چمڑے کو، نجس جانوروں کے چمڑے اس میں شامل نہیں

درست بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر اور کتے کی طرح جو جانور بذاتِ خود نجس ہیں ان کا چمڑا دباغت کے بعد بھی نجس قرار دیا جانے۔ البتہ شیر، چیتا وغیرہ جنگلی جانور جو بذاتِ خود نجس تو نہیں مگر ان کا کھانا حرام ہے۔ ان کے چمڑے کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ دباغت کے بعد شرعاً پاک تو ہو جاتا ہے مگر اس کا استعمال منع ہے [1]

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن جلود السباع ان يفترش	حضور علیہ السلام نے درندوں کے چمڑے بچھانے اور ان پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

شوکانی فرماتے ہیں:

ولا ملازمة بين ذلك وبين النجاسة كما لا ملازمة بين النهى عن الذهب والحرير ونجاستهما..... بل يحكم بالطهارة بالدباغ مع منع الركوب عليها ونحوه	درندوں کے چمڑے پر بیٹھنے وغیرہ سے منع کرنا لازماً اس بات کو ظاہر نہیں کرتا کہ وہ ناپاک ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح مردوں کے لیے سونے اور ریشم کے استعمال کی ممانعت انہیں ناپاک قرار نہیں دیتی۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے، کہ اگرچہ درندے کی دباغت شدہ کھال پاک ہے مگر اس پر بیٹھنا اور اسے بچھانا منع ہے۔

مختصر یہ کہ نجس العین جانوروں (خنزیر اور کتے) کے علاوہ کوئی جانور مردار بھی ہو تو اس کا چمڑا، دباغت کے بعد پاک ہے اور اسے مس کرنے سے بدن یا کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔

---

[1] نیل: ۷۵ — [2] ترمذی [3] نیل: ۶۹

مردار کے دیگر اجزاء

مردار کا گوشت تو حرام اور نجس ہے اور اس کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے مگر اس کے دیگر اجزاء ہڈیاں، سینگ، ناخن، بال، پر وغیرہ —— کا کیا حکم ہے؟

شافعیؒ[۱] کہتے ہیں:

"مردار کی ہڈیاں اور بال وغیرہ بھی مردار کے حکم میں اور اس لیے نجس و ناقابلِ استعمال ہیں" ——

امام ابو حنیفہؒ[۲] فرماتے ہیں:

"یہ چیزیں مردار کے حکم میں نہیں لانہا لاحس لہا کیونکہ مردار کا حکم تو اس شئی پر لاگو ہوگا جو زندگی اور احساس سے بہرہ ور ہو اور یہ چیزیں بذاتِ خود احساس و شعور سے عاری ہیں"

مگر اس سے بہتر دلیل حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ ایک طرف ارشادِ نبوی[۳] ہے

مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيْتَةٌ" — زندہ جانور سے گوشت کاٹا جائے تو وہ مردار کے حکم میں ہے۔

اور دوسری طرف:

اتفقوا[۴] على ان الشعر اذا قطع من الحى انه طاهر — زندہ جانور کے بال وغیرہ کاٹے جائیں تو وہ بالاتفاق طاہر ہیں

چنانچہ قرآن مجید[۵] میں ہے:

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ — بھیڑوں، اونٹوں اور بکریوں کے بالوں میں تمہارے لیے وقت مقررہ تک نفع اور فائدہ کا سامان موجود ہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ جس طرح زندہ جانور کا کٹا ہوا گوشت اور اس کے بال حکم میں جدا ہیں اسی طرح مردہ جانور کے گوشت اور بالوں وغیرہ کا حکم بھی الگ الگ ہے۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ:

انما حرم اكلها[۶] — مردار کا تو گوشت کھانا ہی منع ہے۔ اس کے دیگر

---

۱ ہدایہ: ۸۷ ۲ ترمذی۔ ابوداؤد ۳ ہدایہ: ۸۷ ۴ سورۃ النحل ۱۶ ۵ صحیحین

باقی صفحہ ۴۶ پر